فروری 2000

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران)

ماهنامہ معارفِ رضا کراچی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان

مشمولات

• قیمت فی شمارہ ـــــ ۱۰ روپیہ
• سالانہ ـــــ ۱۲۰ روپیہ
• بیرون ممالک ـــــ ۱۰ ڈالر سالانہ

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی - 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی - آئی - چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم
نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّیُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

محترم قارئین کرام .... السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ معارف رضا جنوری ۲۰۰۰ء آپ نے ملاحظہ کر لیا ہوگا اب فروری کا معارف رضا برائے مطالعہ حاضر ہے۔

معارف رضا کے بطور ماہنامہ اجراء پر ہمیں ملک اور بیرون ملک سے مبارک بادی کے متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں اور بہت سے کرم فرماؤں نے اپنی مفید تجاویز سے بھی نوازا ہے، ہم ان تمام احباب کے ممنون ہیں اور ہماری کوشش ہوگی کہ مفید مشوروں پر عمل درآمد کر کے معارف رضا کے معیار اور اس کی صوری و معنوی زیب و آرائش کو خوب سے خوب تر کیا جائے۔ اس وقت جب میں یہ اداریہ لکھنے بیٹھا ہوں تو وؔلی دکنی کا یہ شعر اچانک زبان پر آرہا ہے :

راہ مضمون تازہ بند نہیں
تا قیامت کھلا ہے بابِ سخن

بلاشبہ خلاق عالم جل مجدہ نے انسان کو اس قدر فہم وادراک عطا فرمائی ہے کہ تا صبح قیامت ہر روز بلکہ ہر لمحہ نئے نئے اسرار و رموز اس پر منکشف ہوتے رہیں گے اور مضامین آتے رہیں گے حتیٰ کہ قلم و زبان تھک جائیں گے لیکن مضامین کی آمد کا سلسلہ بند نہیں ہو گا۔ اسی طرح وہ مالک الملک قادر قیوم جل جلالہ اپنے بعض مخلص اور محبوب بندوں کی ذات میں ظاہری اور باطنی علوم و محاسن کی ایسی دنیا سمو دیتا ہے کہ اہل علم و دانش صبح قیامت تک اس کی ہشت پہلو شخصیت کے نئے نئے روشن رخ دریافت کرتے رہیں گے اور اس کے ظاہری اور باطنی کمالات سے فیضیاب اور اس کے چشمۂ علم لدنی سے سیراب ہوتے رہیں گے۔ اس لئے کہ اللہ کے ایسے مخلص بندے اپنے جزبۂ عشق صادق کے طفیل سید کائنات، محبوب رب العالمین منبع العلم والحکم ﷺ کی صفت "ورفعنالک ذکرک" کا پرتو بن جاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے مخلص بندے ہر دور میں گزرے ہیں۔ دور جدید میں امام احمد رضا خاں ابن نقی علی خاں رحمتہ اللہ کا شمار بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے انہی مخلص بندوں میں ہوتا ہے۔ جس کی منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ نہ تو اسے اپنے "صاحب امروز" یا "امام زمانہ" ہونے پر فخر تھا، نہ "صاحب تقویٰ" اور نہ "صاحب فتویٰ" کا زعم تھا نہ اپنی "امارت وریاست" پر ناز تھا، نہ مریدوں کی فوج اور ذہین و

فاضل شاگردوں کی کثرت پر غرور تھا، نہ اپنے قلم کی جولانی طلاقت لسانی اور تصانیف کی فراوانی پر گھمنڈ تھا، ہاں اگر ناز تھا تو اس بات پر کہ وہ ادنیٰ غلام بارگاہ سید الوارہے، اسے عبدالمصطفیٰ ہونے اور خود کو "عبدالمصطفیٰ" کہلوانے پر فخر تھا۔ گزشتہ ایام میں جب راقم کو ادارہ کی سرگرمیوں کے فروغ اور امام موصوف کی شخصیت اور علمی مآثر پر تحقیقی اور تصنیفی کام کے جائزے کیلئے دو بار بیرون ملک سفر کرنا پڑا تو یہ راز احقر پر منکشف ہوا کہ امام احمد رضا ان "عباداللہِ المخلصین" میں سے ہیں جن کی شخصیت پر تحقیقی اور تصنیفی کام کرنے کیلئے ہر زماں و مکاں کے سخنور اور علم پرور کیلئے "نئے مضامین کے ساتھ واہے باب سخن" کا معاملہ ہے۔

علماء جامعہ ازھر شریف نے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی شخصیت کے متعلق نئی دریافت یہ کی کہ وہ ہندی النسل اہل زبان عربی شاعر تھے اگر کوئی یہ نہ بتائے کہ امام احمد رضا کا تعلق ہندوستان سے ہے اور صرف ان کا عربی کلام نظم و نثر فصحاء مصر کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بلا جھجک اسے کسی عرب شاعر کا کلام مان لیں گے۔ یہ بات راقم کو کئی علماء مصر نے دوران قیام قاھرہ میں بتائی۔

سفر مصر (قاھرہ) کی تفصیلی روئداد ان شاء اللہ معارف رضا کے صفحات میں قسط وار شائع ہوتی رہے گی، فی الحال مختصراً روئداد پیش خدمت ہے۔ جن محرکات کی بناء پر یہ سفر اختیار کیا گیا وہ مختصراً یہ ہیں۔

۱۔ جامعہ ازھر شریف، جامعہ عین شمس اور قاھرہ کی دیگر جامعات کے حالات کا جائزہ اور ان کے ساتھ روابط کا طریقہ۔

۲۔ قاھرہ کی جامعات کی لائبریریوں اور دیگر پبلک لائبریریوں کا بنگاہ نقد و نظر جائزہ لینا۔

۳۔ وہاں کے علماء و مشائخ سے ملاقات اور ان کے علمی اور تحقیقی ماحول کا جائزہ۔

۴۔ امام احمد رضا اور دیگر مشاہیر برصغیر پاک و ہند پر تحقیقی کام کا جامعہ ازھر و دیگر جامعات میں جائزہ۔

۵۔ مصر میں امام احمد رضا اور دیگر علماء اہل سنت کے عربی لٹریچر کی اشاعت اور اثرات کا جائزہ۔

ان کے علاوہ اس سفر کے فوری اسباب درج ذیل تھے:۔

۱۔ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے صاحبزادے فاضل مصر ممتاز احمد سدیدی حفظ اللہ تعالیٰ کی امام احمد رضا کی عربی شاعری کے حوالے سے جامعہ ازھر سے ایم فل (ماجستیر) میں بتقدیر ممتاز کامیابی پر ان کو مبارکباد پیش کرنا اور ان کی تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے سلسلے میں ان کے فاضل اساتذہ کرام شیخ الفضیلہ دکتور محمد السعدی فرھد صاحب، محترم الدکتور القطب یوسف زید صاحب اور مشرف (نگراں) محترم الدکتور رزق مرسی ابوالعباس علی صاحب عالیہ کا بنفس نفیس شکریہ ادا کرنا۔

۲۔ نوجوان مصری محقق فاضل جلیل السید حازم محمد احمد المحفوظ، مدرس مساعد قسم الاردیہ و آدابھا، بجامعہ الازھر الشریف قاھرہ، کی سرزمین مصر میں "رضویات" کے فروغ کے سلسلے میں ان کی تصنیفی اور تحقیقی کاوشوں کا جائزہ لینا۔

جب ہمارا دورکنی وفد ۶ ستمبر ۱۹۹۹ء کو مصری وقت کے مطابق شام ۵۰-۶ بجے قاھرہ ایرپورٹ پر مصری ایرلائن سے اترا تو جامعہ ازھر شریف کے فاضل نوجوان اسکالر شیخ حازم محمد احمد المحفوظ صاحب کی قیادت میں چند معروف اسکالرز اور جامعہ ازھر میں زیر تعلیم

پاکستانی ہندوستانی اور بنگلہ دیشی طلباء نے ہمارا استقبال کیا۔

دوسرے دن بعض مصری اخبارات میں ہماری قاہرہ آمد کی خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی۔ قاہرہ کے تقریباً ۷ روزہ قیام کے دوران جامعہ ازہر اور جامعہ عین شمس کے مقتدر اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔

ان کے علاوہ قاہرہ کی دیگر علمی اور روحانی شخصیات سے ملاقات کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا، معروف علماء و مشائخ کی زیارتیں ہوئیں اور ان سے تبادلہ خیال ہوا۔ ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ یہاں ۹۵ فیصد اہل سنت و جماعت کے لوگ بستے ہیں، یہ لوگ سید عالم ﷺ کا میلاد مبارک منانے والے اور صحابہ کرام، سادات کرام اور اولیاء عظام سے محبت رکھنے والے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ قاہرہ کی ہر مسجد میں اذان کے بعد درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور دس دس منٹ تک پڑھا جاتا ہے بلکہ بعض مساجد میں اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ کے بجائے سیدنا محمد رسواللہ پکارا جاتا ہے۔ وہ مزارات پر محبت و عقیدت سے حاضری دیتے ہیں، ان سے استعانۃ کے قائل ہیں۔ مزارات اولیاء پر عرس اسی طرح منایا جاتا ہے جیسے ہندوستان اور پاکستان میں بلکہ اس سے زیادہ شان، اور آن بان کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ دوران قیام قاہرہ سید نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکڑ پوتی ہیں، ان کا عرس ایک ہفتہ تک منایا جاتا رہا اور چاروں طرف، اطراف کے محلوں کو سڑکوں اور حتیٰ کہ درختوں کو بیزروں، بجلی کے قمقموں وغیرہ سے سجایا گیا، غرض کہ سرزمین مصر اہل سنت کی سرزمین ہے۔ قاھرہ میں جامعہ ازھر اور جامعہ عین شمس کے اساتذہ سے ملاقات کے علاوہ ہم نے ۳-اہم کام اور بھی کئے۔

۱۔ شیخ الازھر الدکتور محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی سے ان کے نئے عالیشان سیکرٹریٹ (مشیخت الازھر) میں ہوئی جس کا ایک دن قبل صدر حسنی مبارک نے افتتاح فرمایا۔

ہم نے ادارے کی طرف سے تقریباً ۱۰ کتابیں انہیں پیش کیں۔ انہوں نے دو بار ہماری چائے (قہوہ) سے ضیافت کی اور خوبصورت الفاظ میں ہمیں خوش آمدید کہتے رہے، ہم نے انہیں مصر / قاھرہ آنے کے مقاصد بتائے انہوں نے نہایت تحمل سے سنا اور ہمیں ہر طرح تعاون کا یقین دلایا۔ ہم نے ان کو امام احمد رضا کانفرنس کراچی / اسلام آباد میں شرکت کی دعوت دی جو انہوں نے منظور فرمائی۔ اس کے علاوہ کراچی اور لاہور کے دو دارالعلوم کیلئے جامعہ ازھر سے اساتذہ کی تقرری کے معاملے پر بھی ہماری درخواست پر احکامات جاری کئے۔ وقت رخصت ادارہ کی لائبریری کیلئے ۲۹ کتب کا تحفہ دیا۔ اور ازراہ شفقت اپنی متعدد تصانیف بشمول تفسیر قرآن کریم کا ۱۵ جلدوں پر مشتمل سیٹ بھی عطا فرمایا۔

۲۔ دوسرا اہم کام جامعہ ازھر میں گولڈ میڈل ایوارڈ کی تقریب کا انعقاد ہے۔ یہ مجلس، وکیل الکلیہ الدکتور فوزی عبدربہ کے دفتر میں منعقد ہوئی۔ شیخ الازھر محمد سید طنطاوی صاحب سرکاری مشغولیات کی بناء پر نہ آسکے وکیل الکلیہ الدکتور فوزی عبدربہ نے صدارت فرمائی پاکستانی طالب علم قاری فیاض الحسن نے تلاوت کی اور اعلیٰ حضرت کی نعت شریف پڑھی۔ دکتور رزق مرسی الوالعباس صاحب نے سٹیج سکریٹری کے فرائض انجام دئے۔ دکتور فوزی عبدربہ نے صدارتی کلمات میں علماء برصغیر پاک وہند سے علماء ازھر شریف کے روابط پر

روشنی ڈالی اور پھر امام احمد رضا کی شخصیت پر روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ اب ان کی شخصیت جامعہ ازھر سے رابطہ کا ذریعہ بن رہی ہے جس سے پاکستان اور مصر دونوں ممالک کے عوام خصوصاً علماء پر اچھے اثرات مرتب ہوگے۔

دکتور رزق مرسی نے امام احمد رضا کے علمی اور ادبی خصوصاً عربی ادب کے حوالے سے ان کی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، دکتور حسین مجیب صاحب المصری نے عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں مختصراً خطاب کیا اور امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کو خراج تحسین پیش کیا اور ادارے کا شکریہ ادا کیا۔ محقق تراث الاسلامی شیخ محمود جیرۃ اللہ نے اپنے خطاب میں امام احمد رضا کی علمی اور ادبی خدمات کو سراہا اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات کی تحسین کی راقم نے عربی میں سپاسنامہ پیش کیا۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنی تقریر میں اعلیٰ حضرت کا مختصر تعارف اور شرکاء محفل کا شکریہ ادا کیا۔ پاکستانی سفارتخانے کے سکریٹری تعلیم جناب مفتی منیر صاحب نے دکتور حسین مجیب المصری کو، وکیل الکلیہ دکتور فوزی عبدربہ دکتور رزق مرسی ابوالعباس کو اور راقم نے شیخ حازم محمد احمد المحفوظ کو گولڈ میڈل پہنائے حاظرین میں امام احمد رضا کی عربی مطبوعات اور المنظومۃ السلامیہ (عربی ترجمہ سلام رضا مترجم دکتور حسین مجیب المصری) کے نسخے تقسیم کیئے گئے۔

مجلس کے اختتام پر پاکستانی طالب علم قاری فیاض الحسن صاحب اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے دعاء خیر کی آخر میں مشروب پیش کیا گیا یہ پہلا اور تاریخی واقعہ ہے کہ امام احمد رضا کے حوالے سے جامعہ ازھر میں کوئی تقریب منعقد ہوئی۔

۳۔ تیسرا اہم کام یہ ہوا کہ ہم نے جامعہ ازھر اور جامعہ عین شمس کی مختلف کلیات میں ادارہ کی اور مختلف علماء اہل سنت کی تقریباً ۳۷۵- کتب کا عطیہ پیش کیا۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے اشاعتی ادارے، قاھرہ کی جامعات کے عربی، شریعہ، فارسی اور اردو وغیرہ کے ڈپارٹمنٹ کی لائبریریوں میں علماء اہل سنت کی کتب بھجوائیں۔

غرض یہ کہ ہمارا یہ دورہ قاھرہ الحمدللہ بہت کامیاب رہا اور اس اعتبار سے یہ بہت اہمیت کا حامل ہے کہ یہ علماء مصر اور علماء پاکستان کے درمیان تبادلے اور رابطے کی اول کوشش ہے اور یہ سلسلہ سال بہ سال جاری رہنا چاہئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان مقاصد حسنہ کی تکمیل میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

اندھیری راہ پر ہم نے جلادیا ہے چراغ

اعلان

مدرسۃ البنات، جامعہ نظامیہ رضویہ، نبی پورہ سرگودھا روڈ شیخوپورہ، میں طالبات کے لئے عالمہ فاضلہ (درس نظامی) کی کلاسوں کا شاندار افتتاح یکم مارچ سن ۲۰۰۰ء بروز بدھ سے ہو رہا ہے۔ داخلہ کی خواہشمند طالبات ۱۸- فروری تک اپنی درخواستیں ناظم اعلیٰ کے نام ارسال کریں۔

نوٹ: داخلہ کے لئے ناظرہ قرآن کے علاوہ مڈل پاس ہونا شرط ہے تاہم حافظہ، قاریہ، پرائمری پاس بھی داخلے کی مستحق سمجھی جائے گی۔

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ

(تفسیر القرآن فی آیات الاحکام)

تفسیرِ رضوی

از : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے لفظ "عبث" کے معنی اور شرع اسلامی میں "حکم عبث" کے اطلاق کے سلسلے میں جو تحقیق پیش فرمائی ہے وہ ایک ایسا شاہکار ہے جو کسی اور محقق یا مفسر کی تصنیف میں اس نظم وضبط کے ساتھ نہیں ملتا، ونیز اس کے بعد لفظ "عبث" کے تحت جو تنقیح حکم فرمائی ہے وہ بھی لاجواب ہے۔ علماء محققین کیلئے یہ تحقیق و تشریح ایک نادر تحفہ ہے۔ اس سے قبل کہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تشریح پیش کی جائے اور تنقیح حکم کی طرف چلا جائے، "عبث" کے ۱۲- معنی اور اقسام کے تحت امام احمد رضا کی تحقیق پیش کی جارہی ہے جبکہ آئندہ شمارہ میں اس کا بقیہ حصہ "حکم عبث" اور اس کی تحقیق پیش کیا جائے گا۔

ترتیب و پیش کش : سید وجاہت رسول قادری

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثاً وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لاَ تُرْجَعُوْنَ (المؤمنون : ۲۳ :۱۱۰)

ترجمہ : " کیا اس گمان میں ہو کہ ہم نے تم کو بیکار بنایا اور تم ہماری طرف نہ پلٹو گے "

عبث کے معنی اور اقسام

① جس فعل میں غرض غیر صحیح ہو وہ عبث ہے اور اصلاً غرض نہ ہو تو سفہ۔ یہ تفسیر امام بدر الدین کردری کی ہے۔ مستصفیٰ میں ہے کہ امام بدر الدین عینی یعنی کردری فرماتے ہیں عبث وہ فعل ہے جس میں کوئی صحیح غرض نہ ہو اور سفہ وہ ہے جس میں سرے سے کوئی غرض ہی نہ ہو (۱)

② جس میں "غرض غیر شرعی ہو" :

یہ اول سے اعم ہے کہ ہر غرضِ غیرِ صحیح غیرِ شرعی ہے اور ضرور نہیں کہ ہر غرضِ غیرِ شرعی، غیر صحیح ہو۔ بدر الدین کردری فرماتے ہیں عبث اس فعل کو کہتے ہیں جس میں غرض تو ہو مگر یہ "غرض شرعی" نہ ہوا اور سَفہ اس کو کہتے ہیں جس میں سرے سے کوئی غرض ہی نہ ہو (۲)

③ جس میں غرض صحیح نہ ہو۔

یہ ان دونوں سے اعم ہے کہ اصلاً "عدم غرض" کو بھی شامل اور ثانی سے اخص بھی کہ "غرض غیر شرعی صحیح" کو بھی شامل یہ تفسیر امام حمید الدین کی ہے۔

④ "غرض شرعی" نہ ہو :

یہ اول ثانی ثالث سب سے اعم مطلقاً ہے کہ انتفائے غرض صحیح انتفائے غرض شرعی کو مستلزم ہے اور عکس نہیں اور انتفائے غرض شرعی انتفائے مطلق سے بھی حاصل امام نسفی اپنی وافی شرح کافی میں فرماتے ہیں :

"عبث بلا ضرورت شرعی مکروہ ہے اس لئے یہ بے فائدہ ہے" (۳)

⑤ جس میں فاعل کے لئے کوئی غرض صحیح نہ ہو :

یہ ۱، ۳ سے اعم مطلقاً ہے، تعریفات السید میں ہے :

"جس میں فاعل کے لئے غرض صحیح نہ ہو" (۴)

⑥ بے فائدہ کام۔ بحر الرائق میں نہایہ امام سغناقی سے ہے :

"غیر مفید عبث ہے" (۷)

عبد الملک بن جریج تابعی نے کہ عبث کو باطل سے تفسیر کیا اسی معنے کی طرف مشیر ہے :-

"شے بے ثمر باطل ہے"

تفسیر ابن جریر میں ان سے مروی :-

"عبث کو باطل کہا" (۶)

⑦ جس میں فائدہ معتد بہا نہ ہو :-

تاج العروس میں ہے :

"عبث عاد تاً غیر مفید" (۷)

ارشاد الفعل میں ہے : "حکمت، بلیغ کے بغیر "عبث" ہے"

⑧ اس کام کے قابل فائدہ نہ ہو یعنی اس میں جتنی محنت ہو نفع اس سے کم ہو۔

اسے ہفتم سے عموم و خصوص من وجہ ہے کہ اگر کام نہایت سہل ہوا جس میں کوئی محنت معتد بہا نہیں تو فائدہ غیر معتد بہا اس کے قابل ہو گا اس تقدیر پر ہفتم صادق ہو گا نہ ہشتم ، اور اگر فائدہ فی نفسہا معتد بہا ہے مگر اس کام کے لائق نہیں تو ہشتم صادق ہو گا نہ ہفتم۔ علامہ شہاب کی عنایۃ القاضی میں ہے :

"عبث جیسے بلا فائدہ کھیلنا یا فائدہ تو ہو مگر معتد بہ نہ ہو اور یا جو فعل کے مقابل ہو، جیسا کہ اصولیوں نے ذکر کیا ہے"۔(۸)

⑨ وہ کام جس کا فائدہ معلوم نہ ہو۔

اولاً مراد عدم علم فاعل ہے تو حکیم کے دقیق کام جن کا فائدہ عام لوگوں کی فہم سے ورا ہو عبث نہیں ہو سکتے۔

ثانیا، حکمت و غایت میں فرق ہے احکام تعبدیہ غیر معقولتہ المعنے کی حکمت ہمیں معلوم نہیں فائدہ معلوم ہے کہ الاسلام گردن نہادن۔ (یعنی اسلام گردن رکھنے کے معنی میں ہے)

ثالثا، "عدم علم مستلزم عدم نہیں تو یہ تفسیر ان تینوں سے اعم ہے۔ تعریفات السید میں ہے، "غیر مفید کام کا ارتکاب"۔(۹)

اقول مگر علم بے قصد کیا مفید بلکہ اس کی شناعت اور مزید، تو یہ حد جامع نہیں۔

⑩ : وہ کام جس سے فائدہ مقصود نہ ہو۔

تاج العروس میں ہے "عبث وہ ہے جس میں کسی فائدے کا ارادہ

نہ ہو"(۱۰)

⑪ : بے لذّت کام عبث ہے اور لذّت ہو تو لعب۔ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ "ہر بے لذت کام عبث اور بالذّت لعب ہے"(۱۱)

یہ اپنے اس ارسال پر بدیہی البطلان ہے، نہ ہر بے لذت کام عبث جیسے دوائے تلخ پینا، نہ ہر لذت والا لعب جیسے درود شریف و نعت مقدس کا ورد۔ تو بعض تعریفات مذکورہ سے اسے مقید کرنا لازم مثلاً یہ کہ جس فعل میں غرض صحیح نہ ہو۔

⑫: عبث و لعب ایک شے ہیں۔

نہایہ اثیر یہ و مختار الصحاح میں ہے "عبث لعب ہے" (۱۲) "عابث لاعب بے معنی بے فائدہ"(۱۳)۔ لاحق کی وجہ سے عمل عبث ہے لذاتہٖ عبث نہیں لہذا حقیقتہً خالط عبث ہے مخلوط بہ عبث نہیں طحطاوی علی الدر میں ہے "عبث بے لذت لعب بالذت"(۱۴) تفسیر ابن جریر میں ہے "عبث لعب و باطل ہے"(۱۵)

یہ بارہ تعریفیں ہیں اور بعونہٖ تعالیٰ بعد تنقیح سب کا مآل ایک۔

حوالہ جات

(۱) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، کراہیۃ الصلوۃ سہیل اکیڈیمی لاہور ص ۳۴۹۔

(۲) عنایہ مع فتح القدیر، نوریہ رضویہ، سکھر ۱/ ۳۵۶

(۳) کافی

(۴) التعریفات، باب العین، مطبوعہ خیریہ مصر ص ۱۶۳

(۵) بحرالرائق ما یفسد الصلوۃ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ص ۲/ ۱۹

(۶) ابن جریر مصر ۱۸/ ۴۴

(۷) تاج العروس فصل العین من باب الثاء، مطبوعہ احیاء التراث العربی، ۱/ ۶۳۲

(۸) ارشاد العقل السلیم بیروت، ۲/ ۱۵۳

(۹) التعریفات، باب العین، مطبع خیریہ، مصر، ص ۶۳

(۱۰) تاج العروس، فصل العین من باب الثاء، احیاء التراثالعربی، ۱/ ۶۳۲

(۱۱) جوہرۃ نیرۃ، مکروہات الصلوۃ مکتب امدادیہ، ملتان ۱/ ۴/ ۷

(۱۲) الصحاح، باب الشین، فصل العین بیروت ۱/ ۲۸۶

(۱۳) تاج العروس، فصل العین منباب، الثاء، احیاء التراث العربی، ۱/ ۶۳۲

(۱۴) طحطاوی، علی الدر المختار، بیروت ۱/ ۲۷۰

(۱۵) ابن جریر، سورۃ المومنون، آیۃ ۱۱۵، مصر، ۱۸/ ۴۴

قطعہ ء تاریخ آغازِ اشاعت ماہنامہ "معارف رضا" کراچی شمارہ اول جنوری ۲۰۰۰ء

"اوج و شانِ عبقری المشرق" — ۱۴۲۰ھ

"نفیس ابلاغِ عشقِ رسول" — ۲۰۰۰ء

(طارق سلطان پوری)

فتاویٰ لغزی لتمر تاشی کی اولین اشاعت

(صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی کی عظیم علمی خدمت)

علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی٭

صدر شریعہ بدر طریقہ مولانا امجد علی قدس سرہ (۱۸۹۸ء تا ۱۹۴۸ء) کا اسم گرامی علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ بہار شریعت، فتاویٰ امجدیہ اور حاشیہ شرح معانی الآثار آپ کی وقیع علمی خدمات ہیں۔ شاگردوں کی صورت میں ایسے عظیم رجال یادگار چھوڑے جن سے فیض یاب حضرات آج تصنیف، تدریس، تحقیق، افتاء، مناظرہ اور وعظ و نصیحت کی آبرو ہیں جن کے جملہ حسنات کا مجموعہ آپ کے نامہ اعمال میں ہر گھڑی درج ہو رہے اور یہ سلسلہ قرب قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

قیام بریلی کے دوران تدریس اور دیگر مصروفیات کے علاوہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے شعبہ علمیہ کی صدارت آپ کے ذمہ تھی۔ اس جماعت کے بے مثل کارنامے برصغیر کی دینی تاریخ کا تابناک باب ہیں۔ شعبہ علمیہ کی کارکردگی کی مختلف جہات میں سے ایک جہت اشاعت کتب تھی۔ اس کا اپنا ایک پریس تھا جس کا نام "مطبع اہل سنت والجماعت" تھا۔ اس کی مطبوعات میں ۲۳۲ کتابوں کی مجمل فہرست "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" مولفہ مولانا محمد شہاب الدین رضوی، کے صفحہ ۱۰۳ تا ۱۱۰ تک پھیلی ہوئی ہے۔ ان تمام کتابوں کا مفصل تعارف ایک مستقل تصنیف کا متقاضی ہے۔ اس مختصر مضمون میں زیب عنوان ایک اہم کتاب کے بارے میں کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔

"تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" کے صفحہ ۱۰۶ پر سلسلہ نمبر ۷۱ کے تحت فتاویٰ غزی تمر تاشی (۱) کا نام درج ہے۔ اس کے بارے میں کچھ تفصیلات جد الممتار علی رد المحتار کے مقدمہ صفحہ ۵۱، ۵۲ پر ہیں اس کا خلاصہ یوں ہے۔

فتاویٰ تمر تاشی کا قلمی قدیم نسخہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی کے ذاتی کتب خانے میں تھا۔ یہ ۱۰۸۷ھ کا مخطوطہ تھا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مصنف کے وصال اور اس کی کتابت کے درمیان ۸۳ برس کا فاصلہ ہے۔

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے تحقیق کی خاطر اس کے مزید مخطوطے حاصل کرنے کی غرض سے حرمین شریفین کے علمائے کرام، وہاں کے کتب خانہ اور مدارس سے خط و کتابت کی لیکن کوئی دوسرا مخطوطہ حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے اسی مخطوطہ کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنایا اس کی تصحیح کی، حوالہ جات کا اصل کتابوں سے مقابلہ کیا اور پھر اس کو مطبع اہل سنت و جماعت بریلی سے اپنی زیر نگرانی طبع کروا کے شائع کیا۔

اس کا مطبوعہ نسخہ کاتب الحروف کے سامنے نہیں ہے۔ جد الممتار جلد اول میں اس کے خاتمہ الطبع جو در حقیقت "کلمۃ المحقق" ہے کا خلاصہ درج ہے جس میں مصنف کا تعارف، مخطوطہ کی حالت و اہمیت اور محقق (حضرت صدر الشریعہ) کا انداز تحقیق درج ہے جس کا مفہوم درج ذیل ہے۔

یہ شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد

٭(دار العلوم سلطانیہ، کالا دیو ضلع جہلم)

الغزی التمر تاشی رحمۃ اللہ علیہ کا فتاویٰ ہے۔ جو تنویر الابصار، شرح الوہبانیۃ وغیرہ رفیع الشان کتب کے مولف ہیں۔

آپ قدس سرہ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن مبارک نوش فرمایا اور آپ کی زبان ترجمان رحمان کو چوسا جس کی بدولت علوم کے در آپ پر وا ہو گئے اور قبولیت عامہ نصیب ہوئی ۔

ہمیں اس فتاویٰ کا مخطوط امام احمد رضا خاں محدث بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے خزانۂ کتب سے دستیاب ہوا یہ بہت قدیم ہے۔ صاحب در مختار رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کا تحریر کردہ ہے۔ اس کی کتابت مفتی مکہ مکرمہ حضرت شیخ عبداللہ بن محمد فروخ رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی۔ انہی کے قلم سے اس نسخہ پر یوں تحریر ہے۔

"الحمد للہ تعالیٰ فقیر عبداللہ بن محمد المکی بن فروخ مفتی حنفی نے اس کی کتابت اپنے لئے اور اپنے ما بعد اس کے لئے جو مشیت ایزدی ہے کرائی ۔ ۱۰۸۷ھ"۔

اس حساب سے اس مخطوطہ کی کتابت اور اس کے موٴلف کی وفات کے درمیان تیراسی (۸۳) برس کا عرصہ ہے۔ اس کی کتابت کو اب (سنہ اشاعت) تک دو سو پینتالیس برس ہو چکے ہیں ۔ ہمیں اس کا کوئی نسخہ نہیں مل سکا۔ ہم نے اس کی تلاش حرمین شریفین کے مدارس، کتب خانوں اور علماء کے ہاں بالخصوص دو اوراق کے لئے کرائی لیکن یہ کوشش ثمر آور نہ ہوئی اس کی تصحیح کے لئے مشقتیں برداشت کیں حتیٰ الوسع اس کے حوالوں کا اصل کتب سے موازنہ کیا ۔ جس کے پاس اس فتاویٰ کا کوئی نسخہ ہو براہ کرم ہمیں اطلاع دے تاکہ ہم اس کی مزید تصحیح کر سکیں۔ فقیر ابو العلا امجد علی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی والجلی نصف محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مدیر مطبع اہل سنت والجماعت

(بریلی۔ بھارت)

یہ مطبوعہ فتاوی تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔

کیوں کہ اوپر درج خاتمۃ الطبع اس کے صفحہ ۲۹۶ پر ہے۔ جد الممتار کے دیباچہ کے صفحہ ۵۳ پر اس کی تصریح ہے۔ دینی کتب کے ناشرین اگر اس کی اشاعت ثانی کر دیں تو بہت بڑی دینی و علمی خدمت ہوگی۔ اس کی اشاعت ثانی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اسی کی نقل طبع کرادی جائے دوسری صورت یہ کہ اس کے مزید مخطوطوں کو حاصل کر کے مزید تصحیح و تنقیح سے اسے چھاپا جائے۔ دوسری صورت بہر حال بہتر ہے۔

وضاحت : رد المحتار علی الدر المختار کی طبع جدید، جو کہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء کو ہوئی ہے، میں امام غزی تمر تاشی کے فتاویٰ کے بارے میں یوں ہے : "جمع مجلدین من فتاویہ" آپ نے اپنے فتاوی دو جلدوں میں جمع کئے طباعت و اشاعت کی دوسری صورت اختیار کرنے سے واضح ہو جائے گا کہ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی طبع ہونے والا نسخہ مکمل نسخہ ہے یا اس کی ایک جلد اور ہے جس کی ایک جلد انہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوئی اور باوجود کوشش و تلاش کے اس کا دوسرا نسخہ نہ مل سکا۔ بہر حال اس کتاب کی اولین اشاعت حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت رضائے مصطفیٰ کا عظیم علمی کارنامہ ہے۔

(حاشیہ نمبر 1 : فتاوی تمر تاشی نامی ایک اور کتاب بھی ہے جس کے مؤلف ابو محمد ظہیر الدین احمد بن ابی ثابت الحنفی، مفتی خوارزم ہیں ان کا وصال ۶۰۰ھ میں ہوا، زیر نظر کتاب کے موٴلف سے وہ مقدم ہیں کیونکہ ان کا وصال ۱۰۰۴ھ میں ہوا)

مـــــولانـــــا احــــمــــد رضــــا

بحیثیت ماہرِ قانون بین الاقوام

تحقیق : ڈاکٹر محمد عبداللہ قادری

ڈاکٹر محمد احمد قادری★

مولانا احمد رضا علیہ الرحمتہ عصر حاضر کی اسلامی سیاسی فکر میں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں ایک سیاسی مفکر میں جن خصوصیات کا پایا جانا ضروری ہے وہ تمام کی تمام اعلیٰ حضرت کے افکار کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی سیاسی فکر میں محسوس کی جا سکتی ہیں۔

"علم سیاسیات کے ماہر کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ تصادم کا انتہائی عمیق نظر سے مطالعہ کرتا ہے"۔(۱)

مولانا احمد رضا کی سیاسی فکر میں بدلتے ہوئے رجحانات کا انتہائی حقیقت پسندانہ مطالعہ کیا گیا ہے آپ ایک مفسر قرآن، فقیہہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایا فلسفی اور سیاسی مفکر تھے آپ حقائق اور اقدار کو سمجھنے کی غرض سے ایسے سادہ اصول وضع کرتے ہیں کہ علم سیاسیات کے طالب علم کو آپ کا نقطہ ء نظر سمجھنے میں بالکل دقت یا دشواری محسوس نہیں ہوتی۔ اگر مولانا احمد رضا کے دور کی سیاسی فکر کا مطالعہ کیا جائے تو بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی مغربی سیاسی فکر سے متاثر نہیں اس کے باوجود آپ کی سیاسی فکر میں انتہا درجہ کا فلسفیانہ تنوع ہے جو آپ کو اپنے دور کے دیگر مفکرین سے ممتاز کرتا ہے ۔ عصر حاضر کی اسلامی سیاسی فکر میں مولانا احمد رضا کی سیاسی فکر کو اس اعتبار سے بھی اہمیت حاصل ہے کہ وہ اپنا سیاسی نظریہ بیان کرتے وقت شریعت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے، وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ ایک عالم کا منصب کیا ہے ان کے پیش نظر ہر وقت یہ حدیث رہی۔

"العلماء ورثۃ الانبیاء" (علماء انبیاء کے وارث ہیں)

آپ کی سیاسی فکر ایک طرف ماضی کے اسلامی ورثہ کی امین ہے اور دوسری جانب عصر حاضر کے جدید رجحانات میں پائے جانے والے منفی رویوں کا مقابلہ کرنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے وہ مسلمانوں کو ان اصولوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جن پر عمل کرنے سے اس قوم پر کبھی زوال نہیں آسکتا، وہ چاہتے ہیں مسلمان تمام شعبوں میں مہارت حاصل کریں تاکہ ریاست کا نظم ونسق چلانے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ اگرچہ مولانا احمد رضا کی تحریروں میں علم سیاسیات سے متعلق تقریباً تمام موضوعات پر مواد مل جاتا ہے لیکن آپ کا تصور بین الاقوامی قانون انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عصر حاضر میں اسلامی قانون بین الاقوام کو اس لئے بھی انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ ہی مسلم ریاستیں غیر مسلم ریاستوں سے اپنے تعلقات صحیح خطوط پر استوار کر سکتی ہیں۔ مولانا احمد رضا اپنے تصور بین الاقوامی قانون میں اس بات کی کھل کر وضاحت کرتے ہیں

★(اساتذہ شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی)

کہ ایک اسلامی ریاست کے حالت جنگ اور حالت امن میں دوسری ریاستوں سے تعلقات کس نوعیت کے ہونے چاہئیں ؟ جس دور میں مولانا احمد رضا نے تصور قانون بین الاقوام پیش کیا وہ مسلمانوں کے لئے بر صغیر میں انتہائی مشکل ترین دور تھا پھر بھی مولانا احمد رضا نے اپنی سیاسی فکر کو منظر عام پر لانے میں کسی مصلحت سے کام نہ لیا۔ آپ کی فکر کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ قاری آپ کے سیاسی نظریہ کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ان پر کہیں بھی دور غلامی کی چھاپ ہو آپ کے نظریات کا مطالعہ کرتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ایک آزاد ملک میں رہنے والے آزاد شہری کے نظریات ہوں، دور غلامی میں بھی آپ اسلامی ریاست کی ایسی جامع تعریف کرتے ہیں جو ہر اعتبار سے مکمل ہے آپ کے نزدیک :

"ریاست کے عناصر ترکیبی : آبادی، حکومت ، علاقہ اور اقتدار اعلیٰ ہیں۔"(۲)

قانون بین الاقوام پر گفتگو سے قبل ریاست پر گفتگو اس لئے بھی ضروری ہے کہ ریاست کا مفہوم سمجھے بغیر قانون بین الاقوام کا مفہوم بے معنی ہے آپ کی نظر میں اسلامی ریاست کی تعریف کا انداز دیگر مفکرین کے مقابلے میں انوکھا ہے وہ اسلامی ریاست کی تعریف میں اس حدیث مبارکہ کو پیش نظر رکھتے ہیں "حلال و حرام دونوں واضح ہیں (۳) آپ اسلامی ریاست کی تعریف کرنے سے قبل غیر اسلامی ریاست کا مفہوم یا شرائط بیان کرتے ہیں جس سے بآسانی اسلامی ریاست کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسلامی ریاست کی تعریف آپ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"اسلامی ریاست وہ ہے جس میں خلاف شرع امور جاری نہ ہونے پائیں اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی خلاف شرع امور جاری ہو تو اسے بجا طور پر غیر اسلامی ریاست کہا جائے گا اسلامی ریاست میں احکام شریعت کے اجراء سے مراد یہ ہے کہ مسلمان جمعہ و عیدین و اذان و اقامت و نماز باجماعت وغیرہ شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں ، فرائض ، نکاح ، رضاع ، طلاق ، عدۃ ، رجعۃ ، مہر ، خلع ، نفقات ، حضانت نسب ، ہبہ ، وقف ، وصیت ، شفعہ وغیرہ۔"(۴)

مولانا احمد رضا کے مطابق اگر ایک ریاست میں ان قوانین پر عمل کرنا مشکل ہو جائے تو وہ ریاست اسلامی کہلانے کی مستحق نہیں۔ لیکن اگر ان قوانین پر پوری طرح عمل درآمد ہو رہا ہو تو ریاست اپنی بقا کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کر سکتی ہے بین الاقوامی قانون کے تحت ایسی ریاست معاہدات کر سکتی ہے :

"جدید ریاست کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ آج کی بین الاقوامی برادری میں وہی ریاست اپنا مقام بنا سکتی ہے جو آزاد ہو ، جس کا اپنا نظام قانون ہو ، جو عوام کی بھلائی اور انہیں انصاف فراہم کر سکتی ہو"۔ (۵) کیونکہ ان خصوصیات کے بغیر نہ تو جدید ی ریاست اپنی شناخت قائم رکھ سکتی ہے اور نہ ہی اس کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

مولانا احمد رضا ایک ایسی حقیقی ، فلاحی ریاست کا نظریہ پیش کرتے ہیں جو اسلامی ریاست کو ہر دباؤ سے آزاد کرے وہ اتنی مستحکم ریاست دیکھنا چاہتے ہیں جو داخلی اور خارجی طور پر اپنا ایک تشخص رکھتی ہو وہ اسلامی ریاست کے کافر اور مسلمان شہریوں کے لئے علیحدہ قوانین وضع کرتے ہیں اور اسلامی ریاست کے شہریوں کو اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ

"اسلامی ریاست سے ہجرت کر کے دوسری

ریاستوں کی طرف جانا حرام ہے"(۶)

ظاہر ہے اگر ہجرت کے اس رجحان کو نہ روکا گیا تو یقینی طور پر ایک اسلامی ریاست کمزور پڑ جائے گی۔ انسان کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خوشحالی کی تلاش میں اور کبھی حصول علم کی غرض سے اور کبھی اپنے دیگر مفادات کو پورا کرنے کی غرض سے اپنا ملک چھوڑ کر دوسرے ممالک کی طرف سفر کرتا ہے یہ سفر اچھا ہے یا برا قطع نظر اس بات کے، اگر اس طرح ہجرت کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے تو اسلامی ریاست کو بڑھتے ہوئے خطرات سے بچانا ناممکن ہوگا۔ مولانا احمد رضا نے دوسری اقوام کی نظر میں سرخرو ہونے کا یہی طریقہ تجویز کیا کہ مسلمان اپنی ریاستوں میں رہ کر اس کی ترقی کے لئے کوشش کریں۔ انہوں نے ہر حال میں اس بات کو ترجیح دی کہ تمام معاملات میں دنیا پر بہر حال دین کو فوقیت حاصل ہے۔ انہوں نے اس خطرے کو شدت سے محسوس کیا کہ اگر مسلمان اسلامی ریاستوں سے بڑی تعداد میں ہجرت کرتے رہے تو وہاں کے رہنے والے کافر نہ صرف اقتدار پر قابض ہو جائیں گے بلکہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ ریاستیں غیر اسلامی ریاستوں میں تبدیل ہو جائیں جس کا بجا طور پر یہ مطلب ہوگا کہ مسلمان اپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہیں گے جبکہ قرآن کریم کا اس سلسلے میں ارشاد ہے:

"وعدوالهم مااستطعتم من قوة"(۷)

" اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے"(۸) اس آیت میں مسلمانوں کو ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔(۹)

حدیث شریف میں آتا ہے:-

"لاہجرة بعدالفتح ولكن جہادونية"(۱۱)

غیر اسلامی ریاستوں کی طرف ہجرت کے رجحان سے مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم ہو جائے گا جس کی وجہ سے مسلمان غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہو جائیں گے۔ مولانا احمد رضا ہجرت کے مخالف نہیں ہیں مگر اس سلسلے میں ان کی رائے یہ ہے کہ دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کی جائے۔

مغربی ماہرین قانون بین الاقوام کے سامنے جب یہ مسئلہ آیا کہ قانون بین الاقوام کے تحت ایک ریاست کی کیا تعریف کی جائے تو بہت سوچ بچار کے بعد ریاست کی اسی پرانی تعریف میں قطع و برید کر کے منظر عام پر لے آئے ساتھ ہی انہوں نے اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ قانون بین الاقوام کے تحت ریاست کی جامع تعریف ممکن نہیں، قانون بین الاقوام کے تحت ریاست کو اپنے فرائض انجام دینے کے لئے مندرجہ ذیل صلاحیتوں کا حامل ہونا بہت ضروری ہے۔

"۱۔ اقتدار اعلیٰ　　　۲۔ مستقل آبادی

۳۔ مخصوص خطہ زمین　　　۴۔ حکومت"

ان چاروں عناصر کی موجودگی ہی میں ایک ریاست بین الاقوامی برادری میں شامل ہو سکتی ہے"(۱۱)

آج کی بین الاقوامی برادری اپنے مختلف مفادات اور اغراض کے تحت پوری دنیا کو عالمی برادری میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس کے بارے میں عیسائیت کا دعویٰ ہے کہ:

"قانون بین الاقوام دراصل عیسائیت کی کوششوں کا نتیجہ ہے"۔(۱۲)

اور اس قانون کے تحت بین الاقوامی معاشرے کی جو تعریف کی گئی

ہے وہ صرف بڑی طاقتوں کے مقاصد پورے کرتی ہے "بین الاقوامی معاشرہ ایسی انسانی تنظیم ہے جو اپنے مقاصد و مفادات حاصل کرنے کی خاطر اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتی ہے" (۱۳)

ان حالات میں مولانا احمد رضا انتہائی جامع مختصر اور غیر اسلامی ریاست کی ایسی نظریاتی تعریف کرتے ہیں کہ جس کے بعد ریاست کی بڑی بڑی نامکمل تعریفوں میں الجھنے کی ضرورت نہیں پڑتی................(باقی آئندہ)

★★★★★★

حوالہ جات

۱: David Marsh,"Theory and mathods in political-science", Macmillan press, London, and Gerry Stacker.1995.p.7.

۲: تفصیلات کے لئے فتاویٰ رضویہ سے اور مولانا احمد رضا بریلوی کی دیگر کتب سے رجوع کیا جائے۔

۳: امام ابوداؤد، مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری، "سنن ابوداؤد"، فرید بک اسٹال، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۱۲۔

۴: سالانہ "معارف رضا"، شمارہ ۱۴، ص ۲۲، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۱۹۹۴ء، کراچی۔

۵: J. Roland, "Political Science An Introduction", The Macmillan Company, New York , Pennock & David G. Smith, 1996, p.7.

۶: مولانا احمد رضا، "فتاویٰ رضویہ"، جلد ۶، مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ، کراچی، تاریخ طباعت مذکور نہیں، ص ۷۔

۷: القرآن، سورۃ انفال، س ۸، آیت ۶۰۔

۸: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن"، قدرت اللہ اینڈ کمپنی، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ص ۲۳۸۔

۹: ابی اللیث السمرقندی، "بحر العلوم"، جلد ۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۳، ص ۲۴۔

۱۰: ابوزکریا یحییٰ بن شرف، "ریاض الصالحین"، ص ۱۶، فرید بک اسٹال، اردو بازار، ۱۹۸۵، لاہور۔

۱۱: J.G. Starke, Introduction to International laws,Butterworth,1977,p,7.

۱۲: "International law, A Treatise" , Oppenheim-vol.I,p.6, Longmans 1961.

۱۳: Werner Levi, "Law & Politics in the International Society" Vanguard London 1980 Page 165.

بیسویں صدی کا

عظیم انسان

تحریر: ڈاکٹر محمد مالک★

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر صدی میں ایسے لوگوں کو ضرور پیدا فرمایا۔ جنہیں دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ بعض علم و حکمت کا آفتاب بن کر چمکے بعض روحانیات میں منتہائے کمال کو پہنچے۔ بعض نے سائنسی ایجادات سے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالا۔ اسی تابندہ افق کے ایک اور روشن آفتاب علم و حکمت، روحانیات و سائنسی کمالات اور علوم و فنون کا بحر بیکراں بیسویں صدی کا عظیم انسان سیدنا اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں تاریخی کردار ادا کیا اور عشق رسول ﷺ کی روشنی میں ملت کی علمی، فکری اور روحانی تربیت کرتے ہوئے عظیم انقلاب برپا کیا۔ تعلیمی و سائنسی تحقیقات اور دینی و تجدیدی خدمات کا ایک ایسا بے مثال اور اعلیٰ معیار پیش کیا کہ اسلاف کی یاد تازہ ہو جائے۔ بقول مولانا سید ریاست علی قادری (مرحوم)!

"امام احمد رضا کی شخصیت میں بیک وقت کئی سائنسدان گم تھے۔ ایک طرف ان میں ابو الہیثم جیسی فکری بصارت اور علمی روشنی تھی۔ تو دوسری طرف جابر بن حیان جیسی صلاحیت، الخوارزمی اور یعقوب کندی جیسی کہنہ مشقی تھی۔ اگر ایک طرف الطری 'الفارابی' رازی اور بو علی سینا جیسی دانشمندی، البیرونی، عمر بن خیام، امام غزالی، ابن الرشد جیسی خداداد ذہانت تھی تو دوسری طرف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے فقیہانہ وسیع النظری اور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی وابستگی اور لگاؤ کے تحت اعلیٰ ظرفی۔ الغرض! امام احمد رضا کا ہر رخ ایک مستقل علم و فن کا موضوع ہے۔ ان کی ذات میں نہ جانے کتنے علم و عالم گم تھے۔ وہ ایک ہمہ گیر صفت انسان تھے۔"۔

علوم و فنون کا یہ خورشید تاباں بیک وقت مترجم، مفسر، محدث، فقیہ، مصلح، شیخ طریقت، منفرد نعت گو شاعر، عظیم فلاسفر، ماہر اقتصادیات، ماہر تعلیم، ماہر نفسیات، سیاستدان، سائنسدان، مجدد اسلام، الحاصل اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔ جن کی زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین اور خدمت انسانیت میں گزرا۔

عالم اسلام میں بہت کم ایسی شخصیات دیکھی گئی ہیں جنہیں تقریباً پوری دنیا کے دانشور حضرات نے خراج تحسین

★ (ایم-بی-بی-ایس، ڈیرہ غازی خان)

پیش کیا۔ حتیٰ کہ حرمین شریفین کے علماء وفقہا نے انہیں اپنا پیشوا اور رہنما سمجھا۔ یہ اعزاز اس وقت نکتہ کمال کو پہنچا جب حرم پاک کے مفتی، خانہ کعبہ کے امام حضرت عبداللہ میر داد علیہ الرحمہ نے 1906ء میں امام احمد رضا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ظاہر ہے ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے کردار و عمل کی نسبت سے اس صدی کا انتساب بھی انہی کی طرف ہونے لگتا ہے۔

(MAN OF THE CENTURY)

یوں تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی دینی و تجدیدی اور سائنسی و تحقیقی خدمات کا احاطہ ممکن نہیں تاہم خدمات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ جن سے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند ہے۔

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے یکصد سے زائد علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھیں جن میں ایک تصنیف (فتاویٰ رضویہ) بارہ ہزار (12,000) صفحات پر مشتمل ہے اور جس کی جدید انداز میں تخریج وحواشی سے مزین 16 جلدیں زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور ان شاء اللہ ابھی تقریباً اتنی ہی مزید شائع ہوں گی،

☆ "بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے علوم دینیہ کے علاوہ علوم جدیدہ مثلاً فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، سائکالوجی، فارمیسی اینڈ فارما کالوجی، اسٹر انومی، ٹوپالوجی، فونولوجی، اسٹرالوجی، انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ہائڈروڈائنامکس، ریاضی، الجبرا، جیومیٹری، لوگارثم، ٹیلی کمیونیکیشن سسٹم، فیکس اور انٹر نیٹ کمپیوٹر کے بنیادی نظام وغیرہ پر تصانیف تحریر کر کے دانشوروں کو حیرت زدہ کر دیا ہے،

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے 1906ء میں کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت اور بلا سود بینکاری نظام کا خاکہ پیش کر کے رہبر عالم اسلام کا اعزاز حاصل کیا،

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے 1912ء میں برصغیر میں روزگار اور آمدنی کا فارمولا پیش کر کے ماہر اقتصادیات برطانیہ (جے -ایم -کینز) پر سبقت حاصل کر لی۔

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم جینئس انسان" جس نے علم ریاضی میں 74 کتابیں لکھیں۔ 8 سال کی عمر میں پہلی عربی تصنیف "هداية النحو" کی شرح لکھی۔ اور جس نے صرف ایک ماہ میں 63 برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا،

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے نیوٹن، آئن سٹائن، کوپرنیکس، گیلیلیو، ہرشل، البرٹ ایف پورٹا وغیرہ کے نظریۂ بر حرکت زمین پر گرفت کی ہے۔ جسے معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کھلے دل سے سراہا ہے،

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے اشیاء تیمّم کی تحقیق، حکم شرعی کی درجہ بندی، پائی ( ) کی قیمت 3.14159265، مساوات درجہ سوم کے عددی حل جیسی تخلیقی و تحقیقی ایجادات سے دنیا کو محو حیرت کر دیا،

☆............"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان" جس نے نظریہء ساعت، نظریہ تموج، نظریہء آواز، نظریہ ایٹم، نظریہء مدوجز، نظریہ جزام (غیر متعدی) اور سائنسی ایجاد الٹرا ساونڈ مشین کو فزکس کے قوانین انعکاس نور و انعطاف نور کی بنیاد پر فارمولیٹ کرتے ہوئے اس تخلیقی ایجاد کا اعزاز حاصل کیا۔

☆........" بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان "جس نے میڈیکل سائنس مثلاً جذام، طاعون، فزیالوجی، ایمبریالوجی، سیل بیالوجی، جینیٹکس

(Evolution theory of human being)

پر کتابیں تحریر کر کے مسلمانوں کا علمی وقار بحال رکھا ہے،

☆........"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان "جس نے 1921ء سے پہلے نظریہ شخصیت پیش کر کے تعمیر شخصیت اور تشکیل ذات کے حوالے سے ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ پر سبقت حاصل کرلی ہے،

☆........"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان"جس نے شاعری میں بحریں اور اوزان کا وافر استعمال کر کے مرزا غالب دہلوی، میر تقی میر اور داغ دہلوی پر ایک گونہ سبقت حاصل کرلی ہے۔(11 بحروں کے 29اوزان)اور اردو ادب میں صنف نعت کو فروغ بخشا اور اس کی روایات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا،

☆........"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان "جس نے دور حاضر کے پیچیدہ مسائل مثلاً انسان چاند اور مریخ پر جاسکتا ہے یا نہیں اور ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا وغیرہ۔ معاملات میں واضح نظریات پیش کئے،

☆........"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان "جس کی بلند قامت علمی شخصیت کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم کیا جارہا ہے۔ اور جس کے علمی کارناموں پر یونیورسٹیاں (ملکی اور غیر ملکی مثلاً جامعہ ازھر مصر، کولمبیا یونیورسٹی امریکہ، کراچی یونیورسٹی ،کانپور یونیورسٹی ، بنارس ہندو یونیورسٹی ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ، روھیل کھنڈ یونیورسٹی ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، بہاالدین زکریا یونیورسٹی ملتان وغیرہ)ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں دے کر اپنا علمی وقار بلند کررہی ہیں،

☆........"بیسویں صدی کا وہ عظیم انسان "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں جس نے ملت اسلامیہ کی بروقت رہنمائی فرمائی اور انگریز اور ہندو سامراج کے خلاف جہاد کرتے ہوئے دو قومی نظرئے کا احیاء کیا۔ اور جن کی مومنانہ فراست سے ہمیں پاکستان نصیب ہوا۔

تفصیلات کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی درج ذیل کتابوں کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆کنزالایمان (ترجمہ قرآن)

☆فتاویٰ رضویہ (فقہ حنفی کا انسائیکلوپیڈیا)

☆حدائق بخشش (نعتیہ کلام)

☆المحجۃ الموتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ ۱۹۲۰ء, Political Science

☆فتاویٰ رضویہ جلد دہم (نظام تعلیم، نصاب تعلیم، نفسیات)

(Education, Psychology)

☆الدولتہ المکیہ بالمادہ الغیبیہ (1906)

علوم سائنس پر اعلیٰ حضرت کی معروف کتابیں۔

☆نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان ۱۹۱۹ء

☆معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین ۱۹۱۹ء (Astronomy)

☆فوز مبین در رد حرکت زمین ۱۹۱۹ء

(Earth is static , Physivs)

☆الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ ۱۹۱۹ء

(Atomuc Theory)

☆الکشف شافیا حکم فونو جرافیا ۱۹۱۹ء

(Moderm Communication System)

☆الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام ۱۸۹۶ء

(Medical Embryology)

☆ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید ۱۸۸۶ء

(Medical Physiology)

☆الحق المجتلی فی حکم المبتلی

(Medical Science, Leprosy)

☆ملفوظات اعلیٰ حضرت

☆کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم ۱۹۰۶ء

{Economics,Currencey Note.}

☆رسالہ تدبیر فلاح ونجات واصلاح ۱۹۱۲ء

(Economics,Banking &Busines)

☆الدقۃ والتبان لعلم رقت والسیلان ۱۳۳۴ھ

(Hydrodynamics)

☆الاحلی من اسکر لطبۃ سکر روسر ۱۳۰۳ھ

(Applied Chemistry)

الغرض!" بیسویں صدی کا عظیم انسان" اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی جو دنیائے اسلام کا وہ عظیم دانائے راز تھا جس نے سیاسیات، معاشیات اور معیشت کو درست منہاج پر چلانے کی ترغیب دی اور عشق رسول ﷺ کے حوالے سے اتحاد بین المسلمین کا درس دیا۔ اور جس کے چھوڑے ہوئے علمی و فکری خزانے سے تشنگان علم ہمیشہ فیضیاب ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

معراج خالد

(ریکٹر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان)

آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے موٴقر ماہنامہ "معارف رضا" کا تازہ ترین شمارہ ارسال فرمایا ہے میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس کے موضوعات کے انتخاب اور تدوین میں قابل قدر محنت کی ہے اس کاوش پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ میری آپ سے توقع یہی ہے کے آپ بہتری کیلئے علم بردار بن کر قوم کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

(ایڈیٹر کے نام خط)

امام احمد رضا اور تحقیق مرجان (Coral)

از : پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ★

امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (م ۱۲۹۷ / ۱۸۸۰) بیسویں صدی عیسوی کے عالم اسلام کی عبقری اور ماہر جملہ علوم و فنون عظیم ہستی تھی اور اگر تمام اہل علم و فن بنظر انصاف غیر جانبدارانہ فیصلہ کریں تو پوری صدی میں انہیں صرف امام احمد رضا کی شخصیت نظر آئے گی جو تنہا رہنے اپنے زمانے کے تمام مروجہ علوم و فنون کی ماہر قرار پاتی ہے لہذا اگر آپ کو بیسویں صدی عیسویں کی ماہر جملہ علوم و فنون شخصیت قرار دیا جائے تو بیجانہ ہوگا شاعر نے سچ کہا ہے :

> اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
> جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

امام احمد رضا کو بیسویں صدی عیسویں کی عظیم ترین ہستی ہونا چاہیئے کیونکہ اس فرد کامل نے آج سے ۸۰ سال قبل جو سائنسی ، دینی ، ادبی ، معاشرتی ، معیشتی معلومات فراہم کی تھیں۔ وہ ان کی علمی وسعتوں اور جہتوں کا آئینہ دار ہیں۔ حقیقتاً اصل کمال یہ ہے کہ امام احمد رضا سائنسی علوم و فنون کے ہر ہر شعبہ کے متعلق سرسری نہیں بلکہ اس کے جزئیات و کلیات کے تمام اصول و ضوابط سے آگاہ ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر علم و فن پر محققانہ انداز میں صفحات کے صفحات تحریر سے فرماتے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا صرف مختلف علوم و فنون کے سمندروں میں غوطہ لگا کر ہی موتیوں کی لڑیاں پیش نہیں کرتے بلکہ وہ حقیقی سمندروں میں بھی غوطہ زن ہو کر وہاں کے پوشیدہ خزانوں کی معلومات فراہم کرتے ہیں اور موتی اور مونگا کے بننے کے عمل کو اپنے قارئین تک پہنچاتے ہیں۔ وہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سمندر کی تہ میں کیا کیا عمل ہو رہے ہیں، کہاں سے زمین کھسک رہی ہے کہاں پر سمندر میں پتھر اور پہاڑ بن رہے ہیں، کون کون سے جانور سمندر کی تہہ میں پائے جاتے ہیں، مچھلی اور جھینگے میں کیا فرق ہے اور سمندر میں موتی اور مونگا (مرجان) کس طرح بنتے ہیں۔

امام احمد رضا پر یہ اللہ تعالیٰ فضل عظیم نظر آتا ہے کہ آپ ہر علم سے صرف آگاہ ہی نہیں بلکہ اس علم کے تمام اصول و ضوابط کے بھی عارف ہیں یہی وجہ ہے کہ جب آپ اپنے اسلاف کی تحقیق کو پیش کرتے ہیں تو ان کے سہو کو اصول و ضوابط کی روشنی میں اشارہ کرتے ہیں مگر ان کے اپنے سائنسی

★ (چیئرمین شعبہ ارضیات جامعہ کراچی)

مقالات میں کوئی بات یا دلیل سائنسی اصول کے خلاف نہیں ملتی۔ سب سے زیادہ اہم امر یہ ہے کہ ان کا کوئی بھی سائنسی نظریہ قرآن و احادیث کی کسی بھی عبارت یا آیت کے مخالف نہیں ہو تا بلکہ وہ ہر اصول کو ان دونوں ماخذ کے آئینے میں پر کھتے ہیں اگر اس کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں جب کے دنیاوی علوم کے اصول کو اگر ان دو ماخذ کے خلاف پاتے ہیں تو بہت ہی شد مد کے ساتھ رد کرتے ہیں اور اپنا اسلامی موقوف پیش کرتے ہیں یہ بات دیگر ہے کہ سائنسی دنیا ان کے موقوف کو تسلیم نہ کرے۔

مرجان (مونگا / Coral) کے متعلق فقہا کرام کے مختلف موقف ہیں بعض حضرات اس کو نبات (Vegetation) میں شامل کرتے ہیں اس لئے اس سے تیمم نہیں کیا جا سکتا جبکہ بعض حضرات اس کو پتھر (حجر) میں شامل سمجھتے ہوئے اس سے تیمم کو جائز بتاتے ہیں اور بعض حضرات درمیانی صورت کے قائل ہیں جبکہ حیوانیات اور ارضیات کے ماہرین بھی مختلف آراء رکھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ نباتات (Plant) سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک حیوانات (Invertebrate Animal) سے تعلق رکھتے ہیں لیکن

ایک حقیقت پر سب متفق ہیں کہ آخر میں مونگا پتھر ہی کی شکل میں ملتا ہے۔ اس سے قبل کے امام احمد رضا کی مرجان پر تحقیق پیش کروں پہلے مرجان (Coral) سے متعلق جدید معلومات ملاحظہ فرمائیں:

"Coral - The hard limy (Calciam Carbonate) Subtance produced by colonies of small marine Invertebrate animals (Which has no eyes, no anus or any circulatary system) of the Phylum CEOLENTRATA. The base of the Coral polyp sist in a stony cup which it secretes. As the old individual die (animal dies), These CaCo3 cups remain and serve as a base for new individuals. The stony deposits (inform of clonies or some time individual animal) take varied forms, Shapes, sizes and colors, depending on the kind of coral organism.

Corals are found almost exclusively warm semitropical and tropical seas. The most interesting corals are the many reef-building species, which forms a wide, lengthy and vertical colony".

(The webster family Encyclopedia V.5,P234)

مرجان سمندروں کی مختلف گم گہرائیوں میں پایا جانے والا ایک قسم کا جانور ہے جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور عجیب قسم کا جانور ہے کہ نہ منہ ہے، نہ آنکھیں نہ کوئی اور سسٹم۔ یہ جانور سمندر سے Ca Co3 کو غذا کے طور پر حاصل کرتا ہے اور

COMPOUND CORALLA

Fasciculate, Phaceloid (corallites subparallel)

Fasciculate, Dendroid (corallites branching)
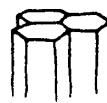
Massive, Cerioid (fused corallites in close contact)

Massive, Astraeoid (fused corallites lacking epithecal walls)

اپنے پیچھے کیلشیم کا نالی نما ل خول چھوڑ تا جا تا ہے اور افقی سمت بڑھتا ہے ۔ اس قسم کے جانور بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ایک ہی جگہ سے بڑھنا اور پھیلنا شروع ہو جاتے ہیں اس لئے ایک (Colonial rock) جانوروں کی کالونی نما چٹان بنتی چلی جاتی ہے جس کی لمبائی بعض وقت کئی کلو میٹر اور اونچائی کئی سو میٹر پہنچ جاتی ہے جب یہ کورل کالونی زندہ جانوروں کی شکل میں سمندر کی تہ میں ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے ہے کہ کوئی گھاس نما درخت اگا ہوا ہے اور سمندروں کی لہروں کے ساتھ یہ چاروں طرف جھکتا بھی رہتا ہے مگر آہستہ آہستہ نیچے کا حصہ چٹان بنتا چلا جاتا ہے اور جب اوپر قیام کئے ہوئے تمام جانور بھی ہلاک ہو جاتے ہیں تو پھر ایک چٹان کی شکل اختیار کر لیتا ہے بعض وقت یہ دوسری مٹی کے تہہ میں دب جاتا ہے اور اس میں اور دیگر چٹانوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے مگر یہ اپنے مونگے کے باعث جلد ہی پہچان میں آجاتی ہے۔

اس مرجان کو چٹان یا پتھر کہا جائے اور اس کو جنس زمین سمجھا جائے یا نہیں اور اس سے تیمم جائز ہے یا نہیں ان تمام سوالوں کے تفصیلی اور تحقیقی جواب امام احمد رضا نے اپنے ایک ضمنی رسالہ (Sub-Article) میں لکھے ہیں جس کا عنوان ہے

المطر السعید علی بنت جنس الصعید ۱۳۳۵ھ

جنس صعید (مٹی یا زمین) کی نبات پر باران مسعود

امام احمد رضا نے اس رسالے میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقہی قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیمّم کے سلسلے میں ایک ضابطہ قائم فرمایا کہ :

"ہر اس چیز سے کہ جنس ارض (Kind of rock) سے ہو تیمّم روا ہے جبکہ غیر جنس (Ohter than rock) سے مغلوب نہ اور اس کی غیر سے ہمارے جملہ ائمہ کے نزدیک روا نہیں لہذا جنس ارض کی تحریری (Limitations) اور تعدید (Expla-nations) درکار ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۶۶۱ مکتبہ رضویہ کراچی)

سب سے پہلے جنس ارض سے متعلق امام احمد رضا کی تعریف ملاحظہ کریں :

"ہمارے مشائخ نے فرمایا جنس ارض وہ ہے جو آگ سے جل کر راکھ نہ ہو جائے اور جو نرم نہ ہو اور منطبع (پارہ پارہ) نہ ہو۔ یاقوت بھی انہیں چیزوں میں داخل ہے جو نہ نرم ہوتا ہے اور نہ منطبع اور نہ جلتا ہے اور جو آگ سے جل جائے یا اس سے نرم ہو جائے (تمام دھاتیں) وہ جنس ارض سے نہیں"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد سوم ص ۵۸۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام احمد رضا منطبع کی وضاحت کرتے ہیں کہیں پڑھنے والا غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ ریت بھی تو پارہ پارہ یا ریزہ ریزہ شکل میں ملتی ہے اس کا مطلب ہوا کہ یہ جنس ارض سے نہیں مگر امام احمد رضا ہر متعلقہ اشکال کا خیال رکھتے ہیں اس لئے فوراً منطبع کی وضاحت فرمائی :

"ہماری تقریر سے واضح ہوا کہ مٹی بھی منطبع (ریزہ ریزہ) ہوتی ہے ابھی قاموس سے گزرا طبع الجرة من الطین (مٹی سے گھڑا بنایا) مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی صلاحیت آگ سے نرم ہو کر پیدا ہو...... عامہ علماء نے کہ یہاں منطبع مطلق چھوڑا ہے اس سے یہی منطبع بالنار مراد ہے ......ورنہ پانی میں مٹی بھی

گلتی اور پگھلتی ہے۔"

(ایضاً۔ ۳۔ ۵۸۴۔ لاہور)

امام احمد رضا نے اپنے اس رسالے (Article) میں کہ کون سی شے زمین کا حصہ ہے اور کون سی شے زمین کے حصہ سے تعلق نہیں رکھتی اس کی طویل بحث کرتے ہوئے ۱۴ مختلف زاویوں (Pramaters) سے ثابت کیا ہے کہ کب اور کن حالات میں کوئی شے زمین کا حصہ ہے یا نہیں مگر یہاں اس تفصیل میں جائے بغیر امام احمد کا نظریہ مختصراً پیش کر رہا ہوں تفصیل کے لئے اصل رسالے کا مطالعہ کیا جائے۔

"وباللہ التوفیق، غیر جنس ہونے کا مناط (Criteria) سات (۷) قول وصف پر مشتمل ہیں ان سات اور صاف میں سے ایک بھی ہو تو وہ شے جنس ارض نہیں اور اس سے تیمّم نا جائز اور اصلاً ایسا کوئی وصف (Character) نہ ہو تو جنس ارض سے ہے اور تیمّم جائز۔" (ایضاً۔ ۳۔ ۵۹۴۔ لاہور)

امام احمد رضا نے جنس ارض کی ایک طویل بحث کے بعد ۱۸۱۔اقسام کی مٹی یا پتھر کی تعداد گنوائیں جن سے احناف کے نزدیک تیمّم جائز ہے اور حیرت کا مقام ہے کہ ۱۸۱ میں ۱۰۷ اقسام صرف امام احمد رضا کا اضاف (Contribution) ہے اس سلسلے میں آپ خود رقم طراز ہیں۔

"ایک سو اکیاسی (۱۸۱) چیزوں کا بیان جن سے تیمّم جائز ہے"

آگے چل کر لکھتے ہیں

"ان بعض اشیاء کا شمار جن سے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں تیمّم جائز ہے انہیں دو قسم کریں۔

منصوصات (تحقیق شدہ) جن کی تشریح کتابوں میں اس وقت پیش نظر ہے ۔ مزید ات (اضافہ) کہ فقیر (احمد رضا) نے اضافہ کیں"

(ایضاً۔ ۳۔ ۶۲۸۔ لاہور)

امام احمد رضا کی ذہانت پر حیرت ہے اور یہ یقیناً فضل ربی ہے کہ ۱۲ سو سال میں ہزاروں فقہا نے ۷۴۔اقسام کی اشیاء سے تیمّم کو جائز بتایا اور فرد واحد امام احمد رضا نے اپنی ۵۰ سالہ علمی کاوش میں ۱۰۷ مزید اقسام کی مٹی کا اضافہ فرمایا جن سے تیمّم کیا جا سکتا ہے اسی طرح عدم جواز کے سلسلے ہی میں ۱۲۰۰ سو سال میں ۵۸ اقسام کی اشیا جو زمین کی جنس سے تعلق نہیں رکھتی فقہا نے تیمّم سے منع فرمایا مگر محقق اعظم نے ۷۲ کا اپنی جانب سے اضافہ کر کے عدم جواز کی تعداد ۱۳۰ تک پہنچا دی خود نقل فرماتے ہیں :

"(یہ تین سو گیارہ ۳۱۱) چیزوں کا بیان ہے ۱۸۱ سے تیمّم جائز جن میں ۷۴ منصوصات اور ۱۰۷۔زیادات فقیر اور ۱۳۰ سے ناجائز جن میں ۵۸ منصوص اور ۷۲ زیادات فقیر ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات در کنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا۔"

(ایضاً۔ ۳۔ ۶۵۸۔ لاہور)

امام احمد رضا اس فضل خداوندی پر ان الفاظ میں شکریہ ادا فرما رہے ہیں :

"ولله الحمد اولاً و آخراً ۔ وبه التوفیق باطناً و ظاهراً وصلی الله تعالیٰ وسلم علی حبیبه وآله وصحبه متوافراً

متکاثراً"

(ایضاً، جلد ۳۔ ص ۶۵۸۔ لاہور)

امام احمد رضا نے رسالے کے آخر میں گیارہ ان اقسام کا ذکر بھی کیا ہے کہ جن سے تیمّم میں فقہا کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ اشیاء جنس ارض سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض کے نزدیک تعلق نہیں رکھتی۔ امام احمد رضا ہر ایک پر تفصیلی بحث کے بعد اپنا موقف پیش کیا ہے یہ ہی صورت حال (مرجان) کے ساتھ ہے فقہا کرام کی اس میں دو رائے پائی جاتی ہیں کچھ فقہائے کرام اس مرجان کو نباتات میں شمار کرتے ہوئے اس سے تیمّم ناجائز قرار دیتے ہیں مگر امام احمد رضا نے اس بات کی تحقیق کے بعد مرجان ایک قسم کی چٹان ہی ہوتی ہے اس لئے اس سے تیمّم کو جائز قرار دیا۔ اس تحقیق کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔

قرآن مجید میں دو جگہ مرجان کا ذکر آیا ہے اور امام احمد رضا نے دونوں جگہ مراد مونگا لیا ہے چھوٹا موتی نہیں

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ الرحمٰن

ان میں سے موتی (Pearl) اور مونگا (Coral) نکلتا ہے۔

(کنز الایمان)

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ الرحمٰن

گویا وہ لعل (Ruby) اور مونگا (Coral) ہیں (کنز الایمان)

امام احمد رضا مرجان سے تیمّم کے سلسلے میں اس کے جواز اور عدم جواز پر فقہا کرام کی کتب کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"تبیین الحقائق، معراج الدرایہ، غایۃ البیان، توشیخ، عنایۃ، محیط، خزانۃ الفتاوی، بحر، نہر اور ہندیہ وغیرہ عامہ کتب میں اس سے جواز کی تصریح ہے مگر فتح" میں ممانعت واقع ہوئی اور "درمختار" و "خادمی" نے ان کا اتباع کیا۔ شیخ الاسلام غزی نے بھی اسی طرف میل فرمایا اور ان کے شیخ نے "بحر" میں فرمایا وہ سہو ہے۔ "نہر" نے فرمایا سبق قلم ہے اور حق جواز ہے جیسا کہ "ازہری" اور شامی میں ہے"

(ایضاً۔ ۳۔ ۶۸۴۔ لاہور)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

"اور علامہ عبدالحلیم رومی نے عجب بات کہی۔ انہوں نے "منح الغفار" سے اخذ کر کے کہا...... میں کہتا ہوں یہ سہو نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہی ہڑا کہ وہ (مونگا) پانی سے بنتا ہے جیسے موتی اس لئے یہ جنس ارض نہیں لہذا اس سے تیمّم جائز نہیں"

(ایضاً۔ ۳۔ ۶۸۵۔ لاہور)

امام احمد رضا اپنے مشاہدات اور موقف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :۔

"اقول منح الغفار کی عبارت جیسا کہ شامی میں ہے اس طرح ہے۔ میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ سہو نہیں اس لئے کہ انہوں نے جواز تیمّم سے اس لئے منع کیا کہ ان کے نزدیک یہی ہڑا کہ وہ (مونگا) پانی سے بنتا ہے جیسے موتی (Pearl) تو اگر حقیقت امر یہ ہی ہے تو منع جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور قائل جواز نے جائز اس لئے کہا کہ اس کے نزدیک یہی ہڑا کہ وہ اجزائے زمین سے ہے تو اگر وہ ایسا ہی ہے تو جواز میں کوئی کلام نہیں۔

جوہر شناسوں (Gemonologist) کے کلام سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دو مشابہتیں (Similarities) پائی جاتی ہیں (۱) ایک مشابہت نباتات (Plant) سے (۲) اور ایک مشابہت معدنیا (nonmetallic ores) سے ہوتی ہے ابن الجوزی نے اسے صاف طور پر بیان کیا وہ لکھتے ہیں

یہ (مرجان) عالم نباتات (Vegelation/Plant) اور عالم جماد (Stone) کے درمیان متوسط ہے۔ اپنے تحجر اور پتھر کی طرح ٹھوس ہونے میں جماد (چٹان) کے مشابہ ہے اور اس بات میں نبات (پودے) کے مشابہ ہے کہ سمندر کی گہرائی میں اس کے رگوں (Veins) اور پھوٹی ہوئی کھڑی (Vertical branching) ڈالیوں والے اگنے والے درخت لگتے ہیں

(ایضاً۔ ۳۔ ۶۸۶۔ لاہور)

آگے چل کر امام احمد رضا محشی رملی کا جواز کا موقف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"مرجان۔ مونگا (Coral reet or coralline Limestone) دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے جو سمندر میں درختوں کی طرح بڑھتا ہے اس لئے عامہ کتب میں جواز پر جزم ہے"۔

(ایضاً۔ ۳۔ ص ۶۸۶)

امام احمد رضا تمام آرا کی تطبیق کرتے ہوئے تجزیہ پیش کرتے ہیں :۔

"اقول۔ اصحاب احجار (ماہرہ حجریات) نے اس کے حجر (پتھر) ہونے کی تصریں (confirm) کی اور اسے حجر شجری (Tree like stone) کہا نہ کہ شجر حجری (Stone like tree)

(ایضاً۔ ۳۔ ص ۶۸۶)

جامع ابن بیطار کے حوالے سے ارسطو کی عبارت نقل کرتے ہوئے امام احمد رضا لکھتے ہیں :

"بسذ (Branch Coral) اور مرجان (Coral) ایک ہی مرجان کو کہتے ہیں فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بسذ فرع مرجان (مونگے) میں تخلخل (Rings) اور سوراخ (Cavity) ہوتے ہیں اور بسذ درخت کی ڈالیوں کی طرح پھیلتا اور بڑھتا ہے اور ڈالیوں کی طرح اس میں شاخیں بھی نکلتی ہیں

(ایضاً۔ ۳۔ ۶۸۷۔ لاہور)

آپ مخزن کے حوالے سے لکھتے ہیں :

مرجان ایک حجری جسم (Stony body) ہے جو درخت کی ساق و شاق (root & branch) کی طرح مشابہ ہوتا ہے (ص ۶۸۷)

تحفہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

بسذ مرجان کا ایک نام ہے اور ایک نباتی قوت رکھنے والے پتھر ہے جو دریا (سمندر) کی گہرائی میں (سمندری تہہ میں اگتا (بڑھتا) ہے (ص ۶۸۷)

امام احمد رضا ان مشابہتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مطلق آراء پیش کرتے ہیں :

"اور نبات (Plant growth) سے اس کی مشابہت سے (مرجان) کو حجر (پتھر ہونے) سے خارج اور شجر (کی اقسام) داخل نہیں کرتا" (ص ۶۸۸)

امام احمد رضا مرجان کو پتھر کی قسم ہی سمجھتے ہیں اور اس کو سمندری چٹان کا حصہ قرار دیتے ہوئے جنس زمین قرار دیتے ہیں اور تیمم کو جائز سمجھتے ہیں چنانچہ آپ حکم شرعی دیتے ہیں :

"لاجرم اس سے جواز تیمم میں شک نہیں" (ص ۶۸۸)

امام احمد رضا

اور برطانوی نو مسلم

(دوسری اور آخری قسط)

٧٧٧٧٧٧٧٧

پروفیسر احمد یوسف انیڈ ریوز ★

برطانوی نو مسلموں پر اثرات

اب میں اس موضوع پر آتا ہوں کہ میری طرح داخل اسلام ہونے والوں پر امام احمد رضا کی زندگی اور تعلیمات کے اثرات کس حد تک ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں آپ سب کی توجہ اس نئے ریسرچ کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا جو حال ہی میں کنگز کالج یونیورسٹی آف لندن نے مذہب کی مرکزیت کے بارے میں پیش کی ہے۔

اس ریسرچ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سے ہم آغوش ہونے والے زیادہ تر برطانوی رومن کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی تربیت عیسائی پادریوں کے ذریعے کلیسائی ماحول اور روحانی نظام کے تحت ہوئی ہے اور جو خدا کے روحانی تحفوں سے آگاہ ہیں۔ حالانکہ اس طرح کی عیسائی تعلیم کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات نہ صرف اس ماحول سے آنے والوں کو اسلامی صوفیاء و اولیاء کی حقیقی متصوفانہ زندگی کی تشریح کرتی ہیں بلکہ ان کے پہلے غلط عیسائی عقیدے کی نشاندہی کرتی ہیں اور پہلے کے غلط عیسائی عقیدے کی تصحیح بھی کرتی ہیں۔

ایسے لوگوں کو اس طرح کے باطل عقائد کی سمجھ وہابی تعلیمات نہیں دے سکتیں اس لئے کہ وہ خود تصوف اور صوفیاء و پیروں کی تقلید کے منکر ہیں۔

مزید براں حیات اعلیٰ حضرت ہمیں سنت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نمونہ عطا کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی مہربانی و نرم خوئی، ان کی روحانی زندگی اور وہابیت کی غلط تعلیمات کی تردید نو مسلم برطانیوں کے فکر و جذبہ دونوں کو متاثر کرتی ہیں۔ اس طرح کی اپیل نو مسلموں کو متاثر کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ صرف سچائی کے لئے بحث، دلیل اور وضاحت چاہتے ہیں۔ اور یہ بات انہیں صرف اعلیٰ حضرت کی حیات اور کارناموں سے ایک توانائی کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، جو انہیں متاثر کرتے ہے۔

اپنی تحریرات اور علمیت کے توسط سے امام احمد

★ (لکچرار، ڈربی یونیورسٹی، برطانیہ، ترجمہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، انڈیا)

رضا اپنے نظریات کی بڑی ہی منطقیانہ اور مدلل وضاحت فرماتے ہیں اور یہی بات برطانوی فکر و ذہن کو متاثر کرتی ہے۔ خاص کر ان برطانوی نو مسلموں کو جو اردو پڑھ اور بول سکتے ہیں اور ان کی تحریرات کو سمجھ سکتے ہیں، ہم جیسے لوگوں کے لیئے جو اردو نہیں بول سکتے تھوڑی دقت ہے اور انگریزی میں اعلیٰ حضرت کی حیات، کارناموں اور تحریرات کا حصول مشکل ہے جس کی اس وقت خاص ضرورت ہے۔

بد قسمتی سے اہل حدیث، جماعت اسلامی وغیرہ اس طرح کے انگریزی مواد مہیا کرتے ہیں جو کہ اسلامی تعلیم کے طور پر برطانوی اسکولوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور اسی لئے بہت سے لوگ آج تک اسلام اور اس کی باطنی خوبصورتیوں کی طرف سے غلط تاثر رکھتے ہیں۔

اس وقت برطانیہ میں اعلیٰ حضرت کی تعلیم کو اجاگر کرنے کے سلسلے میں میرے دوست پروفیسر غیاث الدین قریشی (اب مرحوم) جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے کلام (نعتوں) کا انگریزی ترجمہ فرمایا اور برادر محترم محمد الیاس کشمیری (رضا اکیڈمی اسٹاک پورٹ) جو اس مقصد کے لئے سخت جدوجہد کر رہے ہیں، وغیرہ اس میدان میں بہت ہی اچھا کام کر رہے ہیں خاص طور سے رضا اکیڈمی اپنے ماہانا جرنل (ماہنامہ اسلامک ٹائمز) میں شائع ہونے والے کلام اعلیٰ حضرت کے انگریزی تراجم، علمی مضامین و مقالات اور گرانقدر مشوروں کے توسط سے سنی اسلام یعنی ماضی کے اصل اسلام کی تعلیم کی اشاعت میں اہم رول ادا کر رہی ہے۔ اس ماہنامہ کو مسجدوں، اسکولوں، اداروں اور برطانوی نومسلموں کے ہاتھوں تک پہنچا کر تعلیمات اعلیٰ حضرت کو حُسن و خوبی پھیلایا جا رہا ہے۔

ایک شخص برطانیہ کے بارے میں اس طرح کا تصور کر سکتا ہے کہ وہ تاریکی میں گھری ہوئی ہے جہاں ایک چھوٹے سے گوشے سے تعلیمات اعلیٰ حضرت ایک شمع کی مانند جھلملا رہی ہے۔ برطانوی نو مسلم اور حقیقی علم الٰہی کے متلاشیوں کے جذبے پروانے کی مثل اس روشنی کی طرف کھینچ رہے ہیں، اور وہ ہے تعلیمات اعلیٰ حضرت کی روشنی۔ ایک اسکالر کی حیثیت سے میرے لئے یہ علم و فضل کا ایک نمونہ ہے جس کی تصویر کشی اعلیٰ حضرت نے اپنی زندگی میں کی تھی اور جس سے میری زبردست وابستگی ہے۔ اپنی ذہنی تربیت اور حصول علم کے لئے آپ جدوجہد کرنا، حقیقی، اصلاحی اور نافع علم و فضل کا نمونہ بن جانا، فکری و ذہنی جدوجہد کی یکتائی و یکسوئی، اپنے طلبہ و شاگردوں کے لئے شفقت و مہربانی کے بازو بچھانا، یہ اور دیگر اوصاف کا ادراک اور اس کی حقیقی تفہیم ان برطانوی نو مسلموں کو مساجد میں اپنے پاکستانی مسلم بھائیوں کے ذریعے تعلیمات اعلیٰ حضرت کے توسط سے ہوا اور وہ یہ بھی بتاتے ہیں کے انھیں جو باطنی سکون و شعور عطا ہوا ہے وہ صرف مرشد برحق کے طفیل ہوا ہے۔ ای اسکاٹ مسلم برادر جو حال ہی میں ڈنڈی سے ایک پیر کے خدمت میں رہنے کے لئے مانچسٹر منتقل ہوئے ہیں انہیں اسی معلم روحانی نے تعلیمات اعلیٰ حضرت کے روشنی میں پیارے نبی ﷺ کا

راستہ دکھایا ہے جبکہ ایک دوسرے مسلم بھائی نے خود کو لندن میں اردو سیکھنے کے لئے تیار کیا ہے تاکہ وہ تعلیمات اعلیٰ حضرت کو سمجھ سکیں جو زبان انگریزی میں دستیاب نہیں ہیں۔

مسلک اور عقیدے کے ضمن میں دوسری چیز جو متاثر کرتی ہے وہ ہے ہمارے پاکستانی مسلم برادران کا عقیدہ جس پر وہ راسخ اور محمل پیرا ہیں وہ بھی کفار کی سرزمین پر! موجودہ تجرباتی اور جدوجہد کی حالت میں صرف تعلیمات اعلیٰ حضرت ہی کے ذریعہ عقیدہ پر استحکام اور اس پر عمل کو ممکن بنایا جا سکتا ہے جیسا کہ پاکستانی حضرات کے دلوں میں یہ بات بٹھادی گئی ہے اور ان کے دلوں میں جو اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں اور سرکار نبی امی ﷺ کی محبت و عقیدت سے سرشار ہیں۔

برطانوی نو مسلموں کو اپیل کرنے اور متاثر کرنے کے سلسلے میں ایک اور بات قابل غور ہے اور وہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی میلاد پاک کا جشن! وہ لوگ جو عیسائیت سے نکل کر آغوش اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور ان کے لئے کرسمس کے موقع پر زبردست تنہائی کا احساس ہے کیونکہ اگر یہ وہابیت کی پیروی کرتے ہیں تو ان کے یہاں کسی طرح کی تقریب، میلاد، عرس، تہوار اور روحانی زندگی کی کشش نہیں ہے صرف رسم تنہائی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جشن میلاد النبی و اعراس اور اولیاء کا جواز ثابت کرکے اور اپنی روحانی تعلیمات کے ذریعے زندگی میں پاکیزگی اور تصوف و روحانیت کا رنگ بھر دیا ہے اور اس طرح ہم اپنے نبی اور اولیاء سے عقیدت میں بندھ کر ان کی بارگاہوں میں حاضری دے سکتے ہیں۔ یہ نو مسلم جو عیسائیت کی حالت میں عیسائی دستور کے مطابق نبی اور اولیاء کا احترام کیا کرتے تھے۔ آج بھی اس طرح کی ضرورت ان کی فطرت میں داخل ہے۔

میں نے اس مقالے میں حیات اعلیٰ حضرت کی محض ایک جھلک دکھا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ان پر اللہ اور اسکے پیارے رسول ﷺ کا کیسا فضل عظیم تھا کہ وہ ایک علمی و دینی خانوادے میں پیدا ہوئے اور رفعت علم و فضل پر متمکن ہونے کے لئے تیار کئے گئے اور وہ ہمیں نبی امی ﷺ کی محبت معرفت اور ان کے پیغام کا درس دینے کے لئے ان تمام وہبی علوم و ذرائع کو بروئے کار لائے جو ان کو بخشی گئی تھیں۔

میں نے یہ تشریح کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ اس دھرتی پر اعلیٰ حضرت کا عظیم کارنامہ بد مذہبوں کو شکست فائش دینا تھا اور انہوں نے قرآن و سنت کے حوالوں سے اپنی فقہی بصیرت سے اسے خوش اسلوبی سے انجام دیا اور اس طرح عامۃ المسلمین کو سنت کا شعور عطا کیا۔ میں نے یہ بھی بتانے کو کوشش کی ہے کے اعلیٰ حضرت کی زندگی برطانوی نو مسلموں کو کس قدر حقیقی زندگی کا شعور عطا کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی ذہانت اور طرز استدلال ان کا ٹھوس اور کامیاب طریقہ اصلاح اور ان کی سچائی برطانوی نو مسلموں کو متاثر کرتی ہیں اور میں نے یہ بھی بحث کی ہے کہ تعلیمات اعلیٰ حضرت برطانوی نو

مسلموں کے لئے اس وجہ سے بھی پر کشش ہیں کہ وہ انہیں رسول اکرم ﷺ کی معرفت کا صحیح شعور عطا کرتی ہیں اور چونکہ یہ برطانوی نو مسلم پہلے نام نہاد عیسائی روحانی راہنماؤں کی بندگی کے ماحول میں پروان چڑھائے گئے تھے اسلئے ان کی روحانی تشنگی کا علاج اور روحانی زندگی یا معاملات کی تشریح صرف تعلیمات رضا ہی میں ملتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی حیات و تعلیمات نے برطانوی نو مسلموں کو جو کچھ عطا کیا ہے وہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور ان کے لئے روحانی تاثیر، سچائی اور اس تحقیقی شعور کا وسیلہ ہے کہ اسلام کو سمجھنے کے لئے جس شعور کے وہ متلاشی تھے۔ ہمیں اس بات کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم تعلیمات اعلیٰ حضرت تک کس طرح رسائی حاصل کریں اور یہ کہ یہ تعلیمات زیادہ سے زیادہ برطانوی عوام کو دستیاب ہوں بالخصوص اسکولوں اور مذہبی معلموں کو۔

ہمارا مدعا ان اداروں یا حضرات کی خوبیوں کی نفی کرنا نہیں ہے جو اعلیٰ حضرت پر برطانیہ میں کام کر رہے ہیں بلکہ یہ اس امر پر زور ڈالنا ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ وسائل کی ضرورت ہے۔

میں آپ سب کو کہ جس پر ہم سبھی متفق ہیں، دعوت فکر دیتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت کی حیات اور کارناموں کو اجاگر کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ جو بڑی معنی خیزی اور گراں قدری کی حامل ہیں۔ کیا یہ ہم سب کا فریضہ نہیں ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی حیات اور کارناموں کو بآسانی دنیا کے تمام لوگوں کو فراہم کر سکیں؟

مولائے کریم ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور اس مقصد کے حصول کی جدوجہد میں تحفظ عطا فرمائے۔ آمین۔

ازافاضات، امام احمد رضا محدث بریلوی

قیامت
کب آئیگی

مرتبہ : اقبال احمد اختر القادری

دوسری اور آخری قسط

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا ۹۱۱ھ میں وصال ہوا۔ انہوں نے اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا تھا کہ ۱۳۰۰ھ میں اس امت کا خاتمہ ہوگا۔ (بحمد اللہ تعالیٰ ۱۳۰۰ھ) گزرے ہوئے آج ۱۲۰ برس گزر گئے ہیں اور ابھی تک قیامت تو قیامت اس کی بڑی بڑی نشانیوں میں کچھ بھی ظاہر نہ ہوا)

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بکثرت احادیث موجود ہیں کہ قبل از قیامت ظہور فرمائیں گے مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں۔ (امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ) بعض علوم کے ذریعہ ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات شریف میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے، مکتوبات شریف کی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۱ میں فرماتے ہیں۔

"اور اس امت کے آخری حصے کا شروع آل سرور صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ والصلوٰۃ والسلام (یعنی دوسرے ہزار سال کی ابتداء سے) ہے۔ کیونکہ "الف" یعنی ہزار سال کے گزرنے کو امور کے تغیر میں عظیم خاصیت ہے۔"

(مکتوبات شریف جلد اول، ص ۲۴۱)

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے سن ہجری کے دوسرے ہزارے کو امت کے آخری حصے کا آغاز قرار دیا جس کے (بقول علامہ محمد عبد الحکیم سیال کوٹی علیہ الرحمتہ) آپ "مجدد" ہیں، اسی لئے آپ "مجدد الف ثانی" مشہور ہوئے۔ آپ کے مکتوبات شریف سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انعقاد قیامت سن ہجری کے دوسرے ہزارے میں ہوگا۔

(امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ) ہم نے یہ دونوں وقت سید المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں۔

اللہ اکبر............! کیسا زبردست و واضح کشف تھا۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے "عثمان پاشا" سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے اسلامی بادشاہ اور اس کے وزراء ہوں گے رموز میں ان سب کا ذکر فرمایا۔ اپنے زمانے میں ہونے والے بعض اہم اور بڑے واقعات کے طرف بھی اشارے فرمادیئے۔ اپنی اس تحریر میں کسی بادشاہ کا نرمی سے ذکر فرمایا ہے اور کسی پر حالت غضب کا ظہار کیا ہے۔

آپ نے اسلامی سلطنت کے ختم ہونے کی نسبت لفظ "ایقظ" فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ :

"لا اقول ایقظ الهجريته بل القيظ الجفر يته"

ہم نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳ھ آتے ہیں اور انہی کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی علیہ السلام اخذ کئے ہیں، وہ اپنی رباعی میں فرماتے ہیں۔

اذا دار الزمان على حروف
بسيمه الله فالمهدى قاما
ويخرج فى الحطيم عقيب صوم
الا فاقراءه عندى سلاما

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا تھا کہ کچھ مدت میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر۔

اذا دخل السين فى الشين ظهر قبر محى الدين

"جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی"

چناچہ ایسا ہی ہوا سلطان سلیم جب ملک شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے سلطان نے وہاں جاکر حاضری دی اور قبہ بنوایا جو زیارت گاہ عام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی عمر سات دن ہے اور میں اس کے پچھلے دن مبعوث ہوا۔

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو اللہ تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے گا، ان احادیث شریفہ سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی

ان یو ما عند ربک کالف سنته مما تعلون

"بے شک تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے"۔

اب اس تناسب سے ان متذکرہ احادیث مبارکہ سے جو مستفاد ہوا، ہمارا بیان کردہ حساب اس سے قریب تر ہے۔ یعنی جب ہمارے ایک ہزار سال رب تعالیٰ کے ایک دن کے برابر ہیں تو ڈیڑھ دن پندرہ سو برس کے برابر ہوگا۔

حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے رب عزوجل سے استدعا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو نصف دن اور عنایت فرمائے گا، چنانچہ اب عمر میں جس قدر اضافہ ہوگا، وہ انعام الٰہی ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخوذ "ملفوظات اعلیٰ حضرت")

☆......☆......☆

کتبِ نــو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

......☆......☆......☆......

الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (عربی)

از............ الشیخ محمد احمد رضا خاں الحنفی

صفحات......۱۲۸ (آفسٹ پیپر)

مرتبہ...... علامہ محمد احمد مصباحی

ناشر............الرابطہ انٹر نیشنل، ۲۳، جاپان مینشن ریگل چوک صدر کراچی

ہدیہ............-/50 روپیہ

حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی (جدید ایڈیشن)

تحریر............ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

صفحات............۱۹۲ ہدیہ............ -/50 روپیہ

ناشر............ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان، ۲۵، جاپان مینشن ریگل چوک صدر کراچی

زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن

تالیف...... علامہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی

ترجمہ...... علامہ غلامہ نصیر الدین چشتی

صفحات......۳۵۲ (آفسٹ پیپر) ہدیہ............-/100 روپیہ

پتہ............الرابطہ انٹر نیشنل، ۲۳، جاپان مینشن ریگل چوک صدر کراچی

الامام احمد رضا الحنفی القادری علی میزان الانصاف وفی ظلال الفتاویٰ الرضویہ (عربی)

تالیف............علامہ عبد الحکیم شرف قادری

صفحات...... ۶۴ ہدیہ............-/15 روپیہ

ناشر............ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان

مولانا احمد رضا کی علمی وادبی خدمات

(باب، مقالہ ڈاکٹریٹ)

تحریر............ ڈاکٹر غلام یحیٰ مصباحی

صفحات......۱۹۲ ہدیہ............-/50 روپیہ

ناشر............ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان،

امام احمد رضا اور علماء لاہور

تحریر............ ڈاکٹر مجید اللہ قادری

مقدمہ............پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

صفحات......۱۶۰ ہدیہ............-/60 روپیہ

ناشر............پروگیسو بکس، B-40 اردو بازار لاہور

امام احمد رضا اور جامعہ الازھر

تحریر............ اقبال احمد اختر القادری

صفحات......۳۲ ہدیہ............-/8 روپیہ (ڈاک ٹکٹ)

ناشر............بزم رضویہ ۱۴/۷/۳، داتا نگر بادامی باغ لاہور

دور و نزدیک سے

حافظ محمد فاروق سعیدی (ملتان)

حضرت صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ کے ہاں ماہنامہ "معارف رضا" کا پہلا شمارہ باصرہ نواز ہوا، یقین فرمایئے بے حد قلبی مسرت ہوئی، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی علمی، تحقیقی اور ادبی کاوشیں ہر طرح لائق تحسین و آفرین ہیں، "کتب نو" کے زیر عنوان ادارہ کی مطبوعات کا پڑھ کر خوشی ہوئی، معارف رضا میرے نام بھی اعزازی جاری فرمائیں۔

ڈاکٹر سید خضر نوشاہی (ساہن پال شریف)

"معارف رضا" کو ماہنامہ کی صورت میں دیکھ کر قلبی مسرت ہوئی اور پھر آپ نے کرم فرمایا کہ اسے جاری فرما کر فقیر کو مزید شاد کیا، بے حد ممنون ہوں کے آپ نے یہ ارمغان علمی عطا فرمایا۔ ماہنامہ کے اجراء پر قلب و روح کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اسکی کامیابی کیلئے دعاء گو ہوں۔

پروفیسر مجیب احمد (راولپنڈی)

"معارف رضا" کا پہلا شمارہ ملا، ماشاء اللہ نہایت کامیاب کوشش ہے جس پر میری طرف سے مجلس ادارت و مشاورت کو مبارکباد

ڈاکٹر سید محمد عارف (بہاولپور)

پہلا شمارہ اعزازی ارسال کرنے کا بے حد شکریہ ظاہر و باطن

دونوں اعتبار سے بہت خوب ہے۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

ماہنامہ "معارف رضا" کا اجراء خوش آئند ہے اس پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کرے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں آپ حضرات اسے باقاعدگی سے شائع کرتے رہیں اور مفید سے مفید تر بنانے میں کامیابی حاصل کریں۔

راجہ محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ (جہلم)

"معارف رضا" کا پہلا شمارہ موصول ہوا، بہت اچھا ہے "وجود آسمان" اور "پانی کی رنگت" جیسے تحقیقی عنوانات کے انتخاب پر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور ڈاکٹر اقبال اختر القادری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آہستہ آہستہ مزید موضوعات پر بھی مواد شائع کریں۔

میاں محمد صادق قصوری (قصور)

پہلے شمارہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے کس ذوق، شوق، محنت اور محبت کے ساتھ اسے نکالا ہے مضامین بھی بہت خوب ہیں، ٹائٹل سادہ مگر جاذب نظر ہے، اداریہ "اپنی بات" ہر سنی کے دل کی آواز ہے خدا کرے کہ فکر رضا کا یہ درخشندہ ستارہ آسمان علم و ادب پر خوب چمکے۔